هفت روزہ

10
21

خدام الدین لاہور

زیرِ سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ مئی ۱۹۵۹ء

ہدیہ چار آنے

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم عبدالرحیم صاحب جاوید، الرابکری (پاکستان)

تیرا وجودِ پاک ہے باعثِ خلقِ کائنات
شمعِ صراطِ مستقیم تیری حیاتِ طیّبات

ہستی تری ہے ساقیٔ بادۂ معرفت صفات
مرکزِ عشقِ لم یزل بزمِ جہاں میں تیری ذات

تونے بدل کے رکھ دیا نقشۂ محفلِ حیات
اہلِ جہاں کو کر دیا غرقِ یمِ تحیّرات

گیسوئے عنبریں ترا طرۂ لیل اِذا سجیٰ
تیری جبینِ انوری مرکزِ صد تجلّیات

نعرۂ لا الٰہ کیا تونے کچھ اس طرح بلند
سجدے میں گر پڑے تمام پیکرِ لات اور منات

جلووں سے تیرے چھٹ گئیں کفر کی ظلمتیں تمام
نور سے جگمگا اٹھیں کون و مکاں کی شش جہات

تونے جہان کو دیا مژدۂ امن و آشتی
معصیّت و نفاق کے دُور کئے تخیّلات

بارشِ سنگِ اہلِ کفر تیرے وجودِ پاک پر
تجھ پہ برائے دینِ حق تنگ تھا عرصۂ حیات

بدر و اُحد حنین میں ہوتا نہ کیوں تو کامگار
جب کہ خدا تھا خود ترا ناصرِ وقتِ مشکلات

اپنے عظیم خُلق سے سارے جہاں پہ چھا گیا
قوموں کے دم میں منقلب تونے کئے مقدّرات

اہلِ خرد جہان کے تیرے حضور دم بخود
قابلِ حل نہیں تھے جو حل کئے تونے وہ نکات

تجھ پہ حبیبِ کبریا میں دل و جاں سے ہوں فدا
میرے لئے فقط ترا عشق ہے باعثِ نجات!

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تین شخص خدا کی ذمہ داری میں ہیں

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ کلھم ضامن علی اللہ رجل خرج غازیا فی سبیل اللہ فھو ضامن علی اللہ حتی یتوفاہ فیدخلہ الجنۃ او یردہ بما نال من اجر او غنیمۃ و رجل راح الی المسجد فھو ضامن علی اللہ و رجل دخل بیتہ بسلام فھو ضامن علی اللہ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ ابی امامہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ہیں۔ جن کی ذمہ داری خدا نے اپنے ذمہ لی ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں اس کی بھلائی کی ذمہ داری۔ ایک تو غازی جو خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے گھر سے نکلا ہے۔ وہ خدا کی ذمہ داری میں ہے۔ اگر وہ شہید ہو جائے۔ تو جنت میں اس کو داخل کیا جائے۔ اور زندہ رہے تو ثواب اور مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف گیا۔ وہ بھی خدا کی نگہبانی میں ہے اور تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کرتا ہوا داخل ہوا۔ وہ بھی خدا کی ذمہ داری میں ہے۔

مسجدیں جنت کے باغ ہیں

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قیل یا رسول اللہ ما ریاض الجنۃ قال المساجد قیل وما الرتع یا رسول اللہ قال سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ۔ تو وہاں میوہ کھاؤ۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا مسجدیں۔ پوچھا گیا اور یا رسول اللہ ان کا میوہ کیا ہے۔ فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حضور مسجد میں جا کر کیا دعا کرتے تھے

عن فاطمۃ بنت الحسین عن جدتھا فاطمۃ الکبریٰ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صلی علی محمد وسلم وقال رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک و اذا خرج صلی علی محمد وسلم وقال رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک رواہ الترمذی و احمد و ابن ماجۃ وفی روایتھما قالت اذا دخل المسجد وکذا اذا خرج قال بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ بدل صلی علی محمد وسلم وقال الترمذی لیس اسنادہ بمتصل وفاطمۃ بنت الحسین لم تدرک فاطمۃ الکبریٰ

ترجمہ۔ فاطمہ بنت حسینؓ اپنی دادی فاطمہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود بھیجتے محمدؐ پر اور سلام۔ یعنی یہ الفاظ فرماتے۔ صل علی محمد وسلم اور پھر یہ دعا کرتے رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک یعنی اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ ترمذی۔ احمد ابن ماجہ اور احمد ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جاتے یا مسجد سے باہر آتے یہ الفاظ کہتے بسم اللہ وسلام علی رسول اللہ یعنی صل علیٰ محمد کی جگہ یہ الفاظ کہتے

مسجد میں کون سی باتیں ممنوع ہیں

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تناشد الاشعار فی المسجد وعن البیع والاشتراء فیہ وان یتحلق الناس یوم الجمعۃ قبل الصلوٰۃ فی المسجد (رواہ ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ۔ عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور خرید و فروخت سے بھی اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

مسجد میں تجارت کی ممانعت

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتک واذا رأیتم من ینشد فیہ ضالۃ فقولوا لا رد اللہ علیک رواہ الترمذی والدارمی

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد میں کسی کو خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھو تو اس سے یہ کہو کہ خدا تیری تجارت میں تجھ کو نفع نہ دے۔ اور جب کسی کو کوئی گم شدہ چیز ڈھونڈتے دیکھو تو کہو خدا کرے تیری چیز نہ ملے۔

لہسن و پیاز کھا کر مسجد میں نہ جاؤ

عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ھاتین الشجرتین یعنی البصل والثوم وقال من اکلھما فلا یقربن مسجدنا وقال ان کنتم لا بد اکلیھما فامیتوھما طبخا (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں یعنی لہسن اور پیاز سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص ان کو کھائے وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ اور فرمایا کہ اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو ان کو پکا کر کھا لیا کرو۔

(ابو داؤد)

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء عیسوی شمارہ ۵

محکمہ تعلقات عامہ کی ستم ظریفی

ہمیں افسوس ہے کہ زیر نظر شمارہ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پاکستان کی ستم ظریفی کے باعث مصری قرآن پرنٹ پر شائع ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ شمارہ بھی اسی کاغذ پر شائع کرنا پڑے۔ اگر سفید کرنافلی کاغذ ضرورت کے مطابق بازار سے مل سکتا تو ہم ہرگز گلابی رنگ کے کاغذ پر ہفت روزہ "خدام الدین" شائع نہ کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ حکومت کی عدم توجہی اور کاغذ کے ڈیلروں کی خود غرضانہ ذہنیت کے باعث سفید کاغذ بازار سے غائب ہو چکا ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اخبارات میں اکثر اس صورت حال کا ذکر آتا رہتا ہے۔ لیکن نہ حکومت ٹس سے مس ہوتی ہے۔ اور نہ ڈیلر چور بازاری سے باز آتے ہیں۔

دو سال کی مسلسل تگ و دو کے بعد ہمیں ۱۹۵۸ء میں نیوز پرنٹ کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ مرکزی حکومت نے ہمارے لئے پہلے جو کوٹہ منظور کیا۔ وہ ہماری ضروریات کے لئے بالکل ناکافی تھا۔ لیکن بعد میں ہماری درخواست پر ماہوار کوٹہ بڑھا دیا گیا۔ اگرچہ پرچہ کی بڑھتی ہوئی اشاعت کے لئے یہ کوٹہ بھی ناکافی تھا لیکن ہم نے اس پر اکتفا کرنا ہی مناسب سمجھا۔ قارئین کرام کو بخوبی علم ہے کہ یہ پرچہ بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ نیوز پرنٹ کا منظور شدہ کوٹہ ناکافی ہونے کی وجہ سے ہم ٹائیٹل کے صفحات کرنافلی کاغذ پر شائع کر رہے ہیں۔

بدقسمتی سے ۱۹۵۸ء کے آخر میں نیوز پرنٹ کی تقسیم کا کام پہلے محکمہ صنعت اور پھر محکمہ تعلقات عامہ مغربی پاکستان کے سپرد کر دیا گیا۔ محکمہ تعلقات عامہ کے جس افسر کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ اس نے ہم پر پہلا وار یہ کیا کہ منظور شدہ کوٹہ تقریباً ۲۵ فیصدی گھٹا دیا تخفیف شدہ کوٹہ چونکہ ہماری بڑھتی ہوئی اشاعت کے لئے ناکافی تھا۔ اس لئے ہم نے بارہا ان کو اپنی ضرورت کا احساس دلانے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ شنوائی نہ ہوئی پہلے تو ہمیں وعدۂ فردا پر ہی ٹالتے رہے۔ لیکن بعد میں صاف انکار کر دیا گیا۔ بلکہ یہ کہیے کہ ستم ظریفی اور تعصب کی انتہا کر دی کہ پرچہ کی اشاعت میں اضافہ نہ ہونے دیا جائے۔ حکومت اور بعض خود غرض تاجر تو عوام کی ضروریات کو پورا نہ کرنے کے بہانے تلاش سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک عوام کے مطالبات کو ٹھکرانا اور اُنکی روحانی ضروریات کو پورا نہ کرنا گناہ ہے متعلقہ حکام کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمیں پرچہ کی اشاعت کم کرنے کا درس دیں۔ ان کے اختیار میں صرف نیوز پرنٹ کا کوٹہ ہے۔ وہ ضرورت کے مطابق چاہیں تو ہمیں دیں اور چاہیں تو انکار کر دیں۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم اس محکمہ کی ستم ظریفی اور تعصب کا جتنا ماتم کریں وہ کم ہے۔ فلمی پروپیگنڈہ فواحش و منکرات اور جنسی بے راہ روی پھیلانے والے ماہناموں۔ ہفت روزوں اور روزناموں کو دل کھول کر کاغذ مہیا کیا جاتا ہے۔ اور یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ ان میں سے بعض کی اشاعت برائے نام ہے اور وہ اپنے حصہ کا کوٹہ بلیک مارکیٹ میں فروخت کر دیتے ہیں۔ ہفت روزہ "خدام الدین" کی ہر دلعزیزی اور افادیت کے پیش نظر اس کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا کرنا متعلقہ حکام کے اندرونی تعصب کا بیّن ثبوت ہے۔

ہمیں علم نہیں کہ دوسرے حق پرست مذہبی رسائل و جرائد کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ اگر ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جا رہا ہے تو یہ بے انصافی کی انتہا ہے۔ صدر مملکت تو اپنے بعض مواعظ میں مسلمانوں کو عموماً اور علمائے کرام کو خصوصاً یہ تلقین کرتے پھرتے ہیں کہ وہ اسلام کو دنیا کے سامنے ایسے رنگ میں پیش کریں جو عام فہم اور ہر ایک کیلئے قابل قبول ہو۔ قارئین کرام جانتے ہیں کہ "خدام الدین" متواتر چار سال سے یہ خدمت باحسن وجوہ سرانجام دے رہا ہے۔ اس سے حکومت کا مذکورہ بالا معاندانہ رویہ انتہائی افسوسناک ہے۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نیوز پرنٹ کی تقسیم کے متعلق ہماری شکایات کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرے اور تمام رسائل و جرائد کو ان کی ضرورت کے مطابق نیوز پرنٹ کا کوٹہ دینے کا بہتر انتظام کرے۔

مُردے نہ اُکھاڑیئے

حکومت پاکستان نے اگست ۱۹۵۵ء میں ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا تھا۔ جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ نکاح طلاق اور کفالت وغیرہ کے متعلق موجودہ قوانین کا جائزہ لے کر حکومت کو مشورہ دے کہ آیا عورت کو معاشرہ میں اسکی جگہ دلانے کے لئے ان قوانین میں کسی ترمیم و اصلاح کی ضرورت ہے۔ نیز وہ نکاح و طلاق کی رجسٹری طلاق بذریعہ عدالت اور دوسرے ازدواجی امور کے متعلق خاص عدالتوں کے قیام کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرے۔

یہ کمشن عام طور پر عائلی کمشن کے نام سے مشہور ہوا۔ صدر کے علاوہ اس کے چھ اراکین تھے۔ ان میں سے تین بیگمات تھیں دو تعلیم جدید کے ماہر اور صرف ایک عالم دین تھے۔ عالم دین حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی اس کمیشن کے ممبر تھے جب کمیشن کی رپورٹ تیار ہوئی تو مولانا موصوف نے باقی اراکین کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ اور انکی رپورٹ پر اپنا اختلافی نوٹ لکھا۔ اس رپورٹ پر اس زمانے میں دینی حلقوں نے کافی لے دے کی تھی۔ ہم نے بھی اس کے خلاف شذرات لکھے اور بعض علمائے کرام کے مضامین شائع کیے۔

کمیشن کی رپورٹ پر حکومت ابھی اپنا کوئی فیصلہ صادر نہ کرنے پائی تھی کہ ۱۹۵۶ء کی

باقی صفحہ ۱۱ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۶ ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۸۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

اسلام کا قانون بنانے والا اللہ جل شانہٗ ہے

اور اسکی تشریح کرنیوالے رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت کی ایک دلیل ملاحظہ ہو

ارشادِ الٰہی

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الجمعہ رکوع ۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے۔ تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو ۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو ۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حضور انور ؐ نے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی ڈالی ہے اور امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالوں پر چہار انعامات

۱۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کے گرداگرد فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں۔

۲۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے ۳۔ اور ان پر سکینۃ (دل کی تسلی کی نعمت) نازل ہوتی ہے۔ ۴۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے ہاں ہیں

حدیث شریف سے اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَ ذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ اور ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے نہیں بیٹھتی ۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اس پر رحمت چھا جاتی ہے اور اس پر سکونت (یعنی سکون و اطمینان قلب) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے جو اسکے قریب ہیں (یعنی مقرب فرشتے)

نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ کی سی ہے ۔ یعنی ذکر الٰہی کرنے والا گویا کہ زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ ہے۔

نمبر ۳

جو شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے دل میں یاد کرتا ہے اور اگر کسی جماعت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری نسبت جو گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ اس کو معافی دے دیتا ہوں اور عذاب کا خیال رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے ۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۔ پھر اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے ۔ میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں ۔ جو ان سے بہتر ہوتی ہے۔

نمبر ۴

اللہ تعالیٰ کے فرشتے راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جو جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالی ہوتی ہے۔ اس پر اپنے پروں سے گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ذکر ختم ہونیکے بعد مکمل رپورٹ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا پہنچاتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے وہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں وغیرہ وغیرہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ مَا رَاَوْکَ قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَّاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْئَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ وَھَلْ رَاَوْھَا فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّھُمْ رَاَوْھَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْھَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَھَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْھَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَھَلْ رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْھَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْھَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَھَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَکٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ فِیْھِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْھُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ ھُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ

(رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی اللہ کا ذکر کرنے والوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ۔ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی اللہ کا ذکر سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد آپ نے فرمایا پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں۔ اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمانِ دُنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم اے رب انہوں نے دوزخ کو دیکھا تو نہیں ہے آپ نے فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اگر اس دوزخ کو دیکھ لیں۔ تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اس دوزخ کو دیکھ لیں تو بہت زیادہ دُور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ آپ نے فرمایا پھر (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ پس تمہیں گواہ کرتا ہوں تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا آپ نے فرمایا ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان میں فلاں شخص بھی ہے جو (دراصل) ان میں سے نہیں تھا۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ ایسے بیٹھنے والے (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے) ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا جو ان کے پاس بیٹھنے والا ہو ٭

نمبر ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روحانیت پر اثر

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاُسَیْدِیِّ قَالَ لَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَکُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُذَکِّرُنَا النَّارَ وَالْجَنَّةَ کَاَنَّا رَاْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَوَاللّٰہِ اِنَّا

لَنَلْقَىٰ مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ وَ فِى الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِىْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّ سَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ حنظلہ بن ربیعؓ اسیدی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکرؓ ملے۔ اور فرمایا اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ اللہ پاک ہے۔ حنظلہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوتے ہیں اور آپ نصیحت فرماتے ہیں اور دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں اور باغوں کے مشاغل میں گھر جاتے ہیں تو ان باتوں میں سے ہم بہت سی بھول جاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے۔ پس میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ حنظلہ منافق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا سبب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور ہمارے سامنے دوزخ اور جنت کا ذکر کرتے ہیں تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں گویا دوزخ اور بہشت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ اور بیوی بچوں زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم نصیحت کی بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں (یہ سن کر) آپؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں کہ میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد میں لگے رہو۔ تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر۔ لیکن حنظلہ یہ ایک گھڑی ہے۔ اور ایک گھڑی یہ۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (یعنی ایک گھڑی حضور قلب کی ہوتی ہے اور ایک گھڑی غفلت اور دنیا کے کام کاج کی اور یہ حالت نفاق کی نہیں ہے)

اس مبارک صحبت کی ایک عام فہم مثال

جس طرح ایک انسان کی آنکھوں میں بفضلہ تعالےٰ نور بینائی موجود ہو۔ مگر رات کے اندھیرے میں وہ کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ ہاں اگر اس کے سامنے چراغ لاکر رکھ دیا جائے۔ پھر ہر ایک چیز کو پہچان لے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک وجودوں کے اندر حضور انورؐ کی صحبت کی برکت سے عالم ملکوت کے حالات کے مشاہدہ کی استعداد پیدا تو ہو چکی ہے۔ جس وقت حضور انورؐ کے سامنے آتے ہیں اس باطنی استعداد کے باعث حضور انورؐ کی برکت سے عالمِ ملکوت کے حالات مشاہدہ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

نمبر ۶
اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والوں کے درجے سب سے بلند ہونگے

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَىُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَ اَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذَّاكِرَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مِنَ الْغَازِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَ يَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل اور ارفع ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الہٰی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر چلائے۔ یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) خون سے رنگین ہو جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

نمبر ۷
سُبْحَانَ اللّٰهِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کا ثواب

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ - وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ فِىْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ سمرہؓ بن جندبؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہترین کلام چار چیزیں ہیں۔ سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پیاری کلام چار چیزیں ہیں۔

سبحان اللہ ۔ والحمد للہ ۔ ولا الٰہ الا اللہ ۔ واللہ اکبر ۔ ان میں سے جس کلمے سے پہلے شروع کر دیں ۔ کوئی حرج نہیں ہے ۔

نمبر ۸

مندرجہ ذیل چار کلموں کی قیمت ساری دُنیا کی نعمتوں اور خزانوں سے بھی زیادہ ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ البتہ یہ کہ میں سبحان اللہ ۔ والحمد للہ و لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں (میرا ان کلمات کا کہنا) مجھے اس ساری مخلوقات سے زیادہ پیارا ہے ۔ جس پر کہ سورج طلوع کرتا ہے ۔ (یعنی سارے جہان کی چیزوں سے ان کلمات کا ایک مرتبہ کہہ دینا مجھے زیادہ عزیز ہے ۔ آپ خود اندازہ کریں ۔ اگر سارے جہان کی چیزوں کی قیمت لگائی جاوے تو وہ سنکھ در سنکھ خزانوں سے بھی زیادہ ہوگی ۔ پھر دوسری یہ بات قابل غور ہے اگر کسی انسان کو اتنا بیحساب روپیہ مل بھی جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ آج وہ شخص مر جائے تو سب پسماندگان کے کام آئے گا ۔ اور مذکورۃ الصدر کلمات طیبہ کا اجر تو انسان کو مرنے کے بعد بھی ملے گا ۔ اور اگر کوئی اور گناہ آڑے نہ آیا (مثلاً نماز نہ پڑھنا ۔ روزہ نہ رکھنا ۔ حج فرض تھا تو نہ کرنا ۔ زکوٰۃ فرض تھی تو نہ دینا ۔ وغیرہ وغیرہ) تو یہی کلمات طیبات پڑھنے والے کو جنت میں پہنچا دیں گے ۔ تو پھر یہ بات ٹھیک ہی نکلی کہ ان کلمات طیبات کا صدق دل سے کہنا ساری دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر مفید ثابت ہوا ۔

نتیجہ

یہ نکلے گا کہ ان کلمات طیبات کے روزانہ پڑھنے والے کے حق میں روزانہ جنت کے داخلے کی تجدید ہوتی رہے گی اور روزانہ یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ ٹکٹ اس شخص سے کھویا نہیں گیا ۔ بلکہ اس شخص کے (دل) بٹوے میں وہ موجود ہے ۔

نمبر ۹

مندرجہ ذیل وظیفہ روزانہ فقط ایک سو مرتبہ پڑھنے سے دس غلاموں کے آزاد کرنے اور ایک سو نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھے جانے اور ایک سو گناہوں کے معاف ہونے اور وہ سارا دن شیطان کے شر سے بچے رہنے اور اس شخص سے بہتر اور کسی شخص کا نیکی نہ کرنے کا ثواب ملیگا ہاں وہ جو اس پہلے شخص سے یہی وظیفہ زیادہ مرتبہ پڑھے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ کَانَتْ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَکُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِیَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ وَکَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطٰنِ یَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْهُ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر ۔ روزانہ ایک سو مرتبہ ۔ اس کو سو غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا ۔ اور سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی ۔ اور اس کے سو گناہ مٹا ڈالے جائینگے اور وہ اس روز شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا ۔ اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا ۔ مگر وہ شخص جس نے ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھا ۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں) لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فقط اکیلا ہی معبود بننے (بحق) موجود ہونے میں اس کا کوئی شریک نہیں ۔ ملک اور بادشاہی اُسی کی ہے اور اُسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

نمبر ۱۰

ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی موسےٰ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص جو (اپنے رب کو) یاد نہیں کرتا ۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے ۔ (یعنی ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے)

نمبر ۱۱

اگر انسان اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے ۔

اور اگر کسی جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اُسے جماعت میں یاد کرتا ہوں جو یہاں کی جماعت سے بہتر ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ میرا بندہ جیسا مجھ میں گمان کرتا ہے ۔ میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں ۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۔ جب مجھے یاد کرتا ہے ۔ پس اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس جماعت سے بہتر ہوتی ہے ۔

نمبر ۱۲

ذاکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کا اعلان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ (رواہ البخاری)

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں۔

ارشاد نبوی کہ انسان کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ - عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں - پس مجھے ایسی چیز بتلائیے کہ میں اس پر پابند ہو جاؤں - آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ (تعالیٰ) کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے۔

سبحان اللہ

حضور انورؐ نے اس شخص کو کیسا عجیب اور مختصر سا وظیفہ سکھا دیا - جس کی برکت سے دنیا کی زندگی میں گناہوں سے بچے گا - اور قیامت کے دن جنت میں جا پہنچے گا۔

ذکر کرنے والی جماعت کے باعث اللہ تعالیٰ فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعٰوِیَۃُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ قَالَ آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ قَالُوْا آللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا غَیْرُہٗ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰھُنَا قَالُوْا اَجْلَسَنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا قَالَ آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ قَالُوْا آللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) معاویہؓ ایک مسجد میں پہنچے - جہاں حلقہ جما ہوا تھا - انہوں نے پوچھا - تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی کے لئے یہاں بیٹھے ہیں معاویہ نے کہا خدا کی قسم - نہیں بٹھایا ہے - تمکو مگر اسی (ذکر الٰہی) نے - انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہم کو سوائے اس کے کسی نے - معاویہ نے کہا خبردار ہو - کہ میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی ہے (یعنی تمہیں جھوٹا سمجھ کر میں نے قسم نہیں دی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو کم نقل کرنے میں میرے مرتبے کا کوئی شخص نہیں ہے - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - صحابہؓ نے عرض کی ہم یہاں خدا کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمیں اس نے اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان رکھا - آپؐ نے فرمایا - خدا کی قسم تمہیں بٹھایا - نہیں - مگر اسی نے - صحابہؓ نے عرض کی - قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہمیں مگر اسی نے - فرمایا - خبردار ہو - میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی - بلکہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ص۲۲

مدارس عربیہ دینیہ کی تنظیم

دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد کے سالانہ جلسہ اور دینی تعلیمی کانفرنس جس کے آخری اجلاس کی صدارت جناب جنرل محمد ایوب خاں صاحب صدر مملکت پاکستان نے فرمائی تھی، کے موقع پر مشرقی و مغربی پاکستان کے علماء اور مدارس دینیہ کے مہتمم حضرات کا مشترکہ اجتماع ہوا - جس میں تعلیم دین کی ترقی اور ترویج کے لئے مغربی پاکستان کے دینی مدارس کی تنظیم - نصاب تعلیم کی یکسانیت - امتحانات میں اتحاد و یگانگت اور مستقل طور پر مجلس تعلیمی کے قیام کو ضروری قرار دیا گیا - اور ان امور پر غور کرکے سفارشات پیش کرنے اور اس سلسلہ میں دستور اساسی کی ترتیب دینے کے لئے ایک ذیلی مجلس قائم کی گئی - حسب ذیل حضرات اس کے اراکین منتخب ہوئے۔

(۱) مولانا خیر محمد صاحب ملتان -
(۲) مولانا شمس الحق صاحب افغانی پشاور
(۳) مولانا احمد علی صاحب لاہور۔
(۴) مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔
(۵) مولانا محمد ادریس صاحب لاہور
(۶) مولانا مفتی محمد صادق صاحب بہاولپور

اس مجلس کے صدر مولانا خیر محمد صاحب منتخب ہوئے اور ان کو اختیار دیا گیا کہ اپنی صوابدید کے مطابق مزید اراکین کا اضافہ فرمادیں اور اس مجلس کا مرکزی دفتر ملتان شہر قرار پایا۔

چنانچہ اس تنظیمی کمیٹی کا پہلا اجلاس ۱۶ و ۱۷ ذی القعدہ ۱۳۷۸ ہجری مطابق ۲۵ و ۲۶ مئی ۱۹۵۹ء بروز پیر منگل ہونا قرار پایا ہے - اراکین مجلس کے علاوہ دیگر حضرات علمائے کرام کو بھی دعوت نامے جاری کردیئے گئے ہیں - اس سلسلہ میں اگر کوئی تجویز ہو تو حضرت مہتمم صاحب مدرسہ خیر المدارس ملتان کے نام بھیجی جائے - تاکہ اجلاس میں ان امور پر غور ہو سکے۔

عبد الغفور انوری ناظم دفتر

ص۲۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے وظیفوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اسی راستہ پر چلنے میں ہدایت ہے اور اسی میں نجات ہے - اور اسی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

آج کی معروضات کا عنوان ہے:

انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے

ا۔تعلیم ۲۔صحبت

ان دو چیزوں کے بغیر انسان صورتاً میں انسان ہوتا ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہوتا۔ قبر میں اس کا پتہ چلے گا جو صحیح معنوں میں انسان ہیں۔ قبر میں ان کے ساتھ انسانوں والا سلوک ہوگا۔ جو صرف صورت میں انسان ہیں ان کے ساتھ انسانوں والا سلوک نہ ہوگا۔ اصلی اور نقلی چیز کی شناخت بڑی مشکل ہے۔ لاہور میں بعض ایسے کاریگر ہیں جو مٹی کے بینگن ایسے بناتے ہیں کہ اگر ایک ہی ٹوکرا میں اصلی اور نقلی بینگن اکٹھے رکھے ہوئے ہوں۔ تو آپ تمیز نہیں کر سکیں گے۔ اسی طرح اصلی اور نقلی انسان میں تمیز کرنی مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو صحیح معنوں میں انسان بن کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

انسانیت آئے گی تو اسی سانچہ میں۔ بھیڑ۔ بکری۔ بھینس وغیرہ کے سانچہ میں نہیں آئیگی۔ لیکن اس سانچہ میں بھی تعلیم صحبت سے آتی ہے۔ تعلیم وہ ہو جو اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرمائے اور اس کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہو۔ بالفاظ دیگر کتاب و سنت کی تعلیم ہو۔ ایک چیز یہ ہے۔ دوسری چیز ہے صحبت۔ جن پہ کتاب و سنت کا رنگ چڑھا ہوا ہو۔ ان کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ جو کاریگر کوئی چیز بناتا ہے اس سے اس چیز کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے یہ چیز کس مقصد کے لئے بنائی ہے۔ انسان کو بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسے نہ اس کے ابّا نے بنایا ہے۔ نہ امّاں نے۔ اگر ابّا اور اماں بناتے۔ تو بے اولاد کوئی نہ ہوتا۔ بعض لڑکوں کو روتے ہیں۔ سات آٹھ لڑکیاں ہیں۔ لڑکا ایک بھی نہیں۔ بعض لڑکیوں کو ترستے ہیں۔ چھ سات لڑکے ہیں۔ لڑکی ایک بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت دولت دے رکھی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لڑکی دے تو اس کو زیورات اور ریشمی کپڑے پہنائیں۔ کسی کو کوئی دکھ ہے اور کسی کو کوئی۔ اگر اس دنیا میں پورا سکھ مل جاتا۔ تو جنّت کے لئے کون جہاد کرتا اور کون تہجّد پڑھتا۔ غرضیکہ ہر چیز کے بنانے والے سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے اس چیز کو کیوں بنایا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز بنائے کوئی اور اس کو بنانے کا مقصد دوسرا بتلائے۔ ولایت سے جو ڈاکٹری دوائیں بن کر آتی ہیں۔ ان کی پوری تفصیل ساتھ آتی ہے مثلاً خوراک کتنی ہونی چاہیئے۔ فلاں چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کھانے سے پہلے یا بعد استعمال کی جائے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اس لئے اس سے پوچھنا چاہیئے کہ اے اللہ! آپ نے اسے کیوں بنایا ہے؟ جو اس سے نہیں پوچھتے۔ وہ بیوقوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھا جائے۔ تو وہ اس کی تخلیق کا مقصد یوں بیان فرماتے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (سورہ الذاریٰت رکوع ۳ پ ۲۷)

(ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے)

فارسی میں انسان کی تخلیق کے مقصد کو کسی نے یوں بیان کیا ہے:

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

یہ عقل کی باتیں ہیں۔ مشینری بنانے والے سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے یہ مشینری کیوں بنائی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھتے کہ آپ نے ہمیں کیوں بنایا ہے۔ وہ گدھے سے بدتر ہیں۔ گدھا اپنے مالک مجازی کے کام آتا ہے۔ لیکن یہ اپنے مالک حقیقی کے کسی کام کا نہیں۔ یہ بسکٹ۔ کیک۔ انڈے۔ پلاؤ زردہ کھا کر پیشاب پاخانہ بنا دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے بنایا ہے؟ بیٹا تم جنو۔ اس کو پالو بھی تم اور اس سے کام غیر لے۔ یہ بات عقل میں آتی ہے؟ پاؤں میں چلنے کی طاقت۔ ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت۔ زبان میں قوت گویائی کان میں قوت شنوائی۔ آنکھ میں بینائی سب کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ تو پھر اس کا کوئی حق نہیں؟

قرآن مجید کی تعلیم پائے۔ اور نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے رکھے۔ تب انسان انسان بنتا ہے۔ جو کتاب و سنّت کے مطابق اپنی زندگی کا پروگرام نہیں بناتے۔ ان کو عقلاً انسان کہنا بھی بیوقوفی ہے۔

جو ماں جنے۔ جس باپ کی کمائی کھا کر بڑا ہوا ہو۔ جو بیٹا ایسی ماں اور باپ کو ستائے۔ اس کو کوئی شریف کہہ سکتا ہے؟ وہ تو سؤر اور کتّے سے بھی بدتر ہے۔ میں نہیں کہتا اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۝ (سورہ تین ع ۱ پ ۳۰)

(ترجمہ - بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے - پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے)

جو سئور پالتے ہیں - وہ ان کو بیچ کر پیسے کماتے ہیں اور ان کے بچے ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں - سئور اپنے مالک مجازی کے کام آتا ہے - جو اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں وہ انسان کس کام کے ہیں - وہ تو سئور سے بھی بدتر ہیں - وہ چائے پی کر پیشاب اور کیک کھا کر پاخانہ بنا دیتے ہیں - کیا یہ انسانیت ہے ؟

میں عرض کر رہا تھا کہ انسان کتاب وسنّت کی تعلیم سے بنتا ہے جو انسان اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں وہ سب سے گھٹیل ہیں - اگر سئور سب سے گھٹیل ہے تو یہ انسان ہو کر سئور سے بھی گھٹیل ہیں - ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ کا یہی مطلب ہے - جو انسان نہ کتاب و سُنّت کی تعلیم پائے اور نہ اس تعلیم پر عمل کرے - وہ سئور سے بھی بدتر ہے - وہ صرف پاخانہ اور پیشاب بنانے کی مشین ہے - یہ باتیں میں تمہارے کان کھولنے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ سئور سے بھی بدتر ہے اول تو کتاب و سنت کا علم نہیں ہے - اگر علم ہے تو عمل نہیں ہے بعض بڑے بڑے قابل ہیں - وہ جب کسی موضوع پر لکھنے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو زمین و آسمان کے ایسے قلابے ملاتے ہیں کہ عالم بھی حیران رہ جاتے ہیں - لیکن عمل کے لحاظ سے کھوٹے ہیں - ان کو انگریز نے پی - ایچ - ڈی تو بنا دیا - لیکن مقصدِ حیات نہ سمجھایا - اس لئے اللہ تعالےٰ کے سامنے سر نہیں جھکاتے ان کی ڈگری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے - اَللَّعْنَةُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ - (ترجمہ - لعنت ہے دور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دوری)

لاہور میں آپ کو بڑے بڑے تیس مار خاں ملیں گے - لیکن وہ عمل میں بالکل کورے ہوں گے - اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی صاحب عمل کی صحبت نصیب نہیں ہوتی -

فارسی میں کسی نے کہا ہے ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

زمین صحبت ہے - بیج اگر کرم خوردہ نہ ہو اور اسے زمین میں ڈالا جائے تو وہ اُگتا ہے - اسی طرح اگر اندر ایمان ہو تو کسی صاحب عمل کی صحبت میں آہستہ آہستہ رنگ چڑھتا ہے -

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں - ایمان لفظوں میں یہ ہے کہ اے اللہ! میں تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں - جن کو اللہ تعالےٰ باطن کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں - ان کو پتہ لگتا ہے کہ انگریزی - ایچ - ڈی ڈاکٹروں کے دل میں ایمان نہیں ہے - جو باطن کے اندھے ہیں ان کو کیا پتہ کہ اندر ایمان ہے یا نہیں - جس طرح ظاہری آنکھوں کے اندھے کو آپ ساری انار کلی پھرا لائیے - اس کو اس بازار کی دکانوں کی رونق کا کچھ بھی لطف نہ آئے گا - اسی طرح باطن کے اندھوں کو ایمان کا پتہ نہیں لگتا میں تو جرأت سے کہتا ہوں کہ جو یہ کہتے تھے - ہم پاکستان میں ملا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے - ان میں سے بعض مر گئے ہیں - کسی با خدا کو ان کی قبریں تو دکھلائیے - یقیناً وہ جہنم کی گڑھا بنی ہوئی ہونگی - میری عادت نہیں کہ کسی مسلمان کو مرنے کے بعد بھی نام لے کر بدنام کیا جائے - لیکن میں یہ باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جو اب بھی اسی قسم کی بکواس کرتے ہیں - شائد اللہ تعالےٰ ان کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرما دیں - میں دربار الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی یعنی منبر پر بیٹھا ہوں - یہ منبر تمہاری کرسیوں سے اعلےٰ ہے جو تم کو انگریز دے گیا ہے - میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ کتاب و سنّت کی روشنی میں عرض کر رہا ہوں - مانو گے تو تمہارا ہی بھلا ہوگا - نہ مانو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے -

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر فن کے کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے آہستہ آہستہ انسان اس فن میں کامل ہو جاتا ہے - اِدھر بھی یہی ہے انسان بننے کے لئے کامل انسان کی صحبت ضروری ہے - اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سدا ہی اپنے دروازہ پر لائے - مجھے قرآن مجید اور حدیث شریف سنانے اور آپ کو سننے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین - اس طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم سب انسان بن جائیں گے -

بدقسمت ہیں وہ جو دروازۂ الٰہی پر نہیں آتے - وہ بی اے اور ایم اے تو ہوں گے - لیکن ان کو قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں آتا ہوگا - کلمہ طیبہ بھی نہیں آتا ہوگا - وہ صورت میں انسان ہیں - لیکن اندر انسان نہیں ہونگے -

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو کتاب و سنّت کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب فرمائے اور ہم سب کو صحیح معنوں میں انسان بنائے - آمین یا الٰہ العالمین ٭

بقیہ صفحہ ۳ - مردے نہ اکھاڑیئے

کی ابتداء میں آئین کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا - آئین کی رو سے حکومت کے لئے لازمی تھا کہ وہ ایک سال کے اندر اندر ایک ایسے لاء کمیشن کی تشکیل کرے جو موجودہ قوانین کو کتاب و سنّت کے سانچہ میں ڈھالنے کی سفارشات کرے - چونکہ عائلی کمیشن کی سفارشات لاء کمیشن کے دائرہ عمل میں شامل تھیں - اس لئے حکومت کو مجبوراً عائلی کمیشن کی سفارشات پر اپنا فیصلہ اس وقت تک محفوظ رکھنا پڑا - جب تک کہ لاء کمیشن اپنی رپورٹ پیش نہ کرے - اس طرح خدا خدا کر کے یہ بلا اس وقت ٹل گئی -

آئین کی تنسیخ کے بعد لاء کمیشن بھی ختم ہو گیا - اور اب بعض بیگمات کو از سر نو عائلی کمیشن کی سفارشات نافذ کرانے کا موقعہ مل گیا ہے - ان کی خواہش ہے کہ مارشل لاء کے نفاذ سے فائدہ اٹھا کر عائلی کمیشن کی سفارشات کو زبردستی مسلمانوں پر ٹھونس دیا جائے - (اسلام نے عورت کو جو بلند مقام عطا فرمایا ہے - اگر اس کو دلانے کے لئے کچھ اصلاحی تجاویز

پیش کی جاتیں تو کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ ہوتی۔ لیکن تجدّد پسندی کے خیال سے کمیشن نے اسلام کے بنیادی اصولوں کو بھی بدل دینے کے لئے سفارشات کر دی ہیں۔ گویا کہ کمیشن کے مغرب زدہ اراکین پاکستان میں بھی یورپ اور امریکہ والے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ قارئین کرام کو غالباً علم ہوگا کہ مغرب میں عورت کی آزادی نے وہاں کی خانگی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ عدالتوں میں روزانہ ہزاروں طلاق کے مقدمات دائر اور فیصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مقدمات معمولی سی شکایت پر دائر ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر خاوند بلا اجازت بیوی کے کمرہ میں داخل ہو جائے۔ تو اس پر بھی وہ طلاق کا مطالبہ عدالت میں کر دیتی ہے۔ عائلی کمیشن کی سفارشات منظور کر لینے کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ پاکستان میں بھی گھریلو زندگی تلخ ہو جائے گی۔ اور طلاق کی درخواستوں کی بھرمار ہوگی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ پاکستان کا مسلمان ابھی تک اس حد تک نہیں گرا کہ وہ عائلی کمیشن کی سفارشات کو قبول کر لے۔

صدر مملکت کے اعلان کے مطابق آئین کمیشن کے تقرّر کا اعلان ماہ نومبر میں کر دیا جائے گا۔ آئین کی تکمیل تک ہمیں یقین ہے کہ ہماری نئی حکومت بیگمات کو اس امر کی اجازت نہ دے گی کہ وہ گڑے ہوئے مُردوں کو دوبارہ اکھاڑنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں نکاح و طلاق وغیرہ کے قوانین میں اگر کوئی خامی ہے۔ تو اس کو کتاب و سنّت کی روشنی میں دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسلام کی تجدید کا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے! اسلام مکمّل ضابطۂ حیات ہے اور بفضلہٖ تعالےٰ یہ ہر مسئلہ کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ ہم حکومت اور تجدّد پسند بیگمات کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کو اپنائیں۔ ہماری اس دعوت کو قبول کرنے سے ان کی تمام مشکلات انشاء اللہ حل ہو جائیں گی۔

وما علینا الا البلاغ

کمال دین صاحب اخگر

خیالات

زِندہ ہے مُسلمان فقط سوزِ دروں سے
بے سوزِ دروں لذّتِ ایمان نہیں ہے

پُر نُور نہیں سینہ اگر حُبِّ خدا سے
حیوان ہے حیوان ہے انسان نہیں ہے

وُہ منزلِ مقصُود ہے اے عازمِ کعبہ
گھبرانا مصائب سے تِری شان نہیں ہے

ہر ذرّۂ صحرا نے کہا۔ مجھ کو چمک کر
غافل تجھے خالق کی بھی پہچان نہیں ہے

یاں دیدۂ تر۔ سوزِ جگر زادِ سفر ہیں
اخگر رہِ اُلفت کوئی آسان نہیں ہے

آسان ہے آسان ہے منزل پہ پہنچنا
گر ذوق ترا منّت کشِ سامان نہیں ہے

اُس دَر کے گدا گر ہیں یہ سب خاکی و نوری
جس در پہ ازل سے کوئی دربان نہیں ہے

پہنچی ہے۔ نہ ساحل پہ نہ پہنچے گی وُہ کشتی
جس ناؤ کا وُہ آپ نگہبان نہیں ہے

از محمد شفیع عمر اللہ بڑھو

ذکرِ الٰہی

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (الحدید۔ رکوع ۲ - پ۲۷)

ترجمہ۔ کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں اُن جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گزری ان پر مدّت، پھر سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں سے نافرمان ہیں (از حضرت شیخ الہند)

حاشیہ حضرت مولانا شیخ الاسلام رح

یعنی وقت آ گیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔ یعنی ایمان وہ ہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے مدّت کے بعد غفلت چھاتی گئی دل سخت ہو گئے۔ وہ بات نہ رہی اکثروں نے سرکشی کی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی۔ انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں۔ اور اس مقام بلند پر جا پہنچیں جہاں کوئی امت نہیں پہنچی۔

حاصل یہ نکلا

کہ ایمانداروں میں یہ اوصاف ہونے چاہئیں۔

(۱) قرآن پاک، دین اسلام اور یاد الٰہی کے شیدا۔

(۲) قلوب میں خوفِ خدا کا جذبہ

(۳) اہل کتاب کی طرح نہ ہوں جو سخت دل ہو گئے تھے اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی ان کا وتیرہ بن گیا۔

مومن کا نصب العین

قرآن کے احکام کی پیروی سے بصیرت، ہدایت اور نزول رحمت قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہو نگی۔

(۱) هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (الجاثیہ آیت ۲۰)

ترجمہ۔ یہ قرآن لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت ہے۔ اور یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے۔

(۲) فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ (الجن آیت ۱۴)

ترجمہ۔ پس جو کوئی فرمانبردار ہو گیا۔ سو ایسے لوگوں نے سیدھا راستہ تلاش کر لیا۔

حاصل یہ نکلا کہ اب جو شخص اپنی ذاتی خواہشات کو ملیا میٹ کر کے قرآن مجید کے احکام پر عمل کرے گا۔ اُسے ہی مسلم یعنی فرمانبردار کہا جائیگا اور سیدھا راستہ ہے بھی یہی۔

(۳) وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ (الجن آیت ۱۵)

ترجمہ۔ اور لیکن جو ظالم ہیں۔ سو وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ جو بد نصیب قرآنی تعلیم کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے گا۔ وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اور اپنے کئے کی سزا دوزخ میں بھگتیگا

(۴) وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۙ (الجن آیت ۱۶)

ترجمہ۔ اور اگر (یہ لوگ) سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم انکو با افراط پانی سے سیراب کرتے۔

الحاصل احکام قرآن پر چلنے سے فراوانی رزق عطا ہوتی ہے۔

اگر حضرات صحابہ کرام رض جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کیا۔ ان کی حیات طیبّہ پر نظر ڈالیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب ان حضرات نے قرآنی تعلیم پر عمل کیا تو قیصر و کسرےٰ کی حکومتیں انہیں عطا ہوئیں۔ ہجرت کر کے گھر بار چھوڑا تھا۔ اللہ نے بہترین گھر عطا فرمائے۔ افلاس کو تونگری میں بدل دیا۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں
(علامہ اقبال رح)

خوفِ خدا

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ ۝ (یٰس۔ آیت ۱۱)

ترجمہ۔ بے شک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے

الحاصل۔ قرآن کریم کی تعلیم ہر ادنےٰ اور شاہ و گدا کے لئے ایک ہے۔ وہ انسانیت کی بڑی قدر کرتا ہے۔ سب انسانوں کو خواہ تونگر ہوں یا غریب، مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے، کالے ہوں یا گورے۔ ایک ہی بین الاقوامی قانون (قرآن مجید) کا پیرو بننا سکھاتا ہے۔ اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔

اب جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اپنا حاکم اور مالک اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ رحمٰن (رحمت والا) ہے۔ اس کی نظر کرم ہر انسان پر مساوی ہے

اب جو شخص رحمٰن سے ڈرے گا وہ اس کے بندوں کو بھی ناراض نہ کرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بجا آوری بھی اس کے ذمے لازم ہے۔ اگر ان میں کسی بھی ایک ڈیوٹی میں فیل ہو گیا تو رحمٰن ناراض ہو جائے گا۔

مختلف سوسائٹیوں اور انجمنوں کی بنیادیں ڈالنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے

کہ خوف خدا پیدا کرکے اگر قرآنی تعلیم
پر عمل کیا جائے تو ایک بہترین مذہبی
سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جا سکتی ہے۔
جو عام اجتماعی حالت میں سب کو اپنا
بھائی سمجھتی ہے۔

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔
(الحجرات آیت ۱۰)

ترجمہ۔ بے شک مسلمان آپس میں
بھائی بھائی ہیں۔

(۲) وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى
(المائدہ آیت ۲)

ترجمہ۔ اور آپس میں نیک کام اور
پرہیزگاری پر مدد کرو

یعنی بِر اور تقویٰ دو باتیں ہیں
جن پر عمل کرتے ہیں اور جن باتوں
میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۳) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ ۵ (المائدہ آیت ۲)

یعنی اثم اور عدوان میں یہ اپنی
جماعت تک کے حامی نہیں۔ ان کا
یہ نظریہ نہیں کہ نیکی اور برائی دونوں
حالات میں جماعت کا ساتھ دینا ہوگا
حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب
عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ یعنی حق پرستی
انصاف پسندی اور تمام عمدہ اخلاق
کی جڑ خدا کا خوف ہے اور اگر خدا
سے ڈر کر نیکی سے تعاون اور بدی سے
ترکِ تعاون نہ کیا گیا تو عام عذاب
کا اندیشہ ہے۔

خوف خدا کے بغیر اس طرح کی
سوسائٹی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی ۵
بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایت اندیشہ و کمالِ جنوں!
(علامہ اقبالؒ)

اہل کتاب کا طرزِ عمل

ان کی طرح بننے سے ہمیں روکا گیا
ان کی چند غلطیاں ملاحظہ فرمائیں اور
سبق حاصل کریں۔

(۱) خدائی تعلیم سے روگردانی۔ اور شیطانی تعلیم کی پیروی۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ
عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ج (البقرہ آیت ۱۰۲)

ترجمہ۔ اور انہوں نے اس چیز کی
پیروی کی جو شیطان سلیمان کی بادشاہت
کے وقت پڑھتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
کہ یہود نے اپنے دین اور کتاب کے
علم کو چھوڑ دیا اور لگے تلاش میں اعمال
سحر کے۔"

حاصل یہ نکلا کہ ایک مسلمان کو
چاہیئے کہ قرآن و حدیث کے علوم کو نہ
چھوڑے۔ جتنی دیگر علوم کے حاصل کرنے
میں محنت اٹھاتے ہیں۔ کم از کم اتنی
بلکہ اس سے زیادہ دین کا علم حاصل کرنے
میں اٹھائیں۔ کیونکہ دین کا علم ہی دونوں
جہانوں کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

(۲) مرتکب شرک ہوئے

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۵ البقرہ آیت ۵۱

ترجمہ۔ اور جب ہم نے موسےؑ سے
چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے
اس کے بعد بچھڑا بنا لیا۔ حالانکہ تم
ظالم تھے۔ یعنی سونے اور چاندی کی
بچھڑے کی مورتی بنا کر اس کی پوجا
کرنے لگ گئے۔

حاصل یہ نکلا کہ ایک مسلمان کو
چاہیئے کہ اپنی خواہشات کا بندہ نہ بن
جائے اور شرک سے دور رہے۔ حضرت
سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔
"میرے بھائی! یہاں صرف دین
خالص کی طلب ہے۔ اَلَا لِلّٰهِ
الدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر آیت ۳)
(خبردار خالص فرمانبرداری اللہ کے
لئے ہے۔ اور ذرہ بھر شرک بھی
جائز نہیں رکھتے لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (اگر تو نے
شرک کیا تو سب عمل اکارت ہو
جائیں گے) (از مکتوب ۱۹۲ دفتر اول)

نیز ہمیں چاہیئے پنجگانہ فریضہ نماز با جماعت
ادا کرتے رہیں۔

(۳) حکم عدولی کا بہانہ نکالا

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ
فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً
خٰسِئِيْنَ (البقرہ۔ آیت ۶۵)

ترجمہ۔ بے شک تمہیں وہ لوگ
بھی معلوم ہیں۔ جنہوں نے تم میں سے ہفتہ
کے دن زیادتی کی تھی۔ پھر ہم نے ان سے
کہا تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

یعنی باوجود صریح ممانعت کے کہ ہفتہ
کے روز مچھلیاں نہ پکڑیں۔ غلط بہانہ
شکار پکڑنے کا تراش لیا۔ غضب الٰہی
میں گرفتار ہوئے۔ صورتیں مسخ ہوگئیں
ذلیل بندر بن گئے۔ ذلت کی موت مرے

حاصل یہ نکلا کہ مجھے اللہ تعالےٰ اور
رسول پاک کا ہر حکم بلا حیل و حجت ماننا
چاہیئے۔ غلط تاویلات کی آڑ لے کر غضب
الٰہی کو نہ بھڑکانا چاہیئے۔ مثلاً سود لینا
حرام ہے۔ اب کسی تاویل کی اس کے
بارہ میں گنجائش نہیں۔

مدرسۃ العربیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ پنجگرائیں ضلع میانوالی
کا پانچواں سالانہ جلسہ
بتاریخ ۲۰ر۲۱ر جون ۱۹۵۹ء مطابق
۱۳ر۱۴ر ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ بروز
ہفتہ۔ اتوار منعقد ہوگا۔
انشاء اللہ تعالےٰ مدرسہ ہذا کا
سالانہ جلسہ مذکورہ بالا تاریخوں میں
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا
جا رہا ہے۔ جس میں ملک و ملت کے
بلند پایہ منتخب علماء کرام و مشائخ
طریقت کو مدعو کیا گیا ہے
الداعی الی الخیر
حافظ محمد ابراہیم (صاحب بہارنپوری) مہتمم مدرسہ
پنجگرائیں۔ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

۳۲ رسالے
مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں
بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک
سارے ہند و پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔
ہر مسلمان مرد۔ عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ
ضروری ہے۔ ہدیہ مجلد دو روپے دو آنے محصولڈاک ایک روپیہ
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

ایس نظام الدین اینڈ کمپنی برانڈرتھ روڈ لاہور
ہارڈویئر مل سٹورز۔ ورکشاپ ٹولز۔ سامان بورنگ
پیمائشی اوزار۔ سٹیل وائر روپ ارزاں نرخوں پر ہم
سے خریدیں۔ فون نمبر ۲۶۹۷۔

از عبدالرحمٰن لدھیانوی

مراقبۂ موت

گزشتہ سے پیوستہ

موت اٹل ہے

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۔ سورہ زمر پ ۲۳ ع ۱۷

ترجمہ۔ بیشک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑو گے۔

مطلب:۔ جیسے مشرک اور موحّد میں جو اختلاف ہے۔ اس کا اثر قیامت کے دن علیٰ رؤس الاشہاد ظاہر ہوگا۔ جس وقت پیغمبر اور اُمّتی سب اکٹھے کئے جائیں گے اور کفار انبیاء و مومنین کے مقابلہ میں حجتیں نکالیں گے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کافر مُنکر ہوں گے۔ کہ ہم کو کسی نے حُکم نہیں پہنچایا۔ پھر فرشتوں کی گواہی اور زمین و آسمان کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا کہ اس دعوے میں وہ جھوٹے ہیں۔ اسی طرح دوسرے تمام جھگڑوں کا فیصلہ بھی اس دن پروردگار کے سامنے ہوگا۔

مومن کو بشارت

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥ (سورہ حم السجدہ ع ۱۸ ۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو۔ اور جنت میں خوش رہو۔ جن کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

مطلب:۔ بے شک جن لوگوں نے دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرنے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس پر اعتقاداً و عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکرگزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اُٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اُترتے ہیں جو تسکین و تسلّی دیتے اور جنّت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقعہ نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے اور جنّت کے جو وعدے انبیائے علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفا کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں بھٹک سکتا۔

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ٥ (سورۃ ق ع ۱۶ پ ۲۶)

ترجمہ۔ اور موت کی بیہوشی تو ضرور آکر رہیگی۔ یہی ہے وہ جس سے تو گریز کرتا تھا۔

مطلب۔ لو اِدھر مثل تیار ہوئی۔ اُدھر موت کی گھڑی آ پہنچی۔ اور مرنے والا نزع کی بیہوشیوں اور جانکنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں۔ جن کی خبر اللہ کے رسولوں نے دی تھی۔ اور میّت کی سعادت و شقاوت سے پردہ اُٹھنے لگا۔ اور ایسا پیش آنا قطعی اور یقینی تھا۔ کیونکہ حکیم مطلق کی بہت سی حکمتیں اس سے متعلّق تھیں۔ آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹلانا چاہا اور اس ناخوشگوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا اور کتراتا رہا۔ یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی۔ آخر سر پر آ کھڑی ہوئی۔ کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا۔

انسان کا عجز

فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ٥ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ٥ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (سورہ واقعہ رکوع ۱۶ پ ۲۷)

ترجمہ۔ پھر کس لئے روح کو روک نہیں لیتے جبکہ وہ گلے تک آجاتی ہے اور تم اسوقت دیکھا کرتے ہو اور ہم تم سے زیادہ اسکے قریب ہوتے ہیں۔ لیکن تم نہیں دیکھتے

مطلب۔ ایسی بیفکری اور بیخوفی سے اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہو۔ گویا تم کسی دوسرے کے حکم اور اختیار ہی میں نہیں، یا کبھی مرنا اور خدا کے ہاں جانا ہی نہیں۔ اچھا جس وقت تمہارے کسی عزیز و محبوب کی جان نکلنے والی ہو۔ سانس حلق میں اٹک جائے موت کی سختیاں گذر رہی ہوں اور تم پاس بیٹھے اس کی بے بسی اور درماندگی کا تماشہ دیکھتے ہو۔ اور دوسری طرف خدا یا اُس کے فرشتے تم سے زیادہ اُس کے نزدیک ہیں جو نظر نہیں آتے۔ اگر تم کسی دوسرے کے قابو میں نہیں تو اس وقت کیوں اپنے پیارے کی جان کو اپنی طرف نہیں پھیر لیتے اور کیوں با دلِ ناخواستہ اپنے سے جدا ہونے دیتے ہو۔ دنیا کی طرف واپس لا کر اسے آنے والی سزا سے کیوں بچا نہیں لیتے۔ اگر اپنے دعووں میں سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ۔

موت سے پہلے صدقہ و خیرات کرلو

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ (سورہ منافقون ع ۱۴ ۔ پ ۲۸)

ترجمہ۔ اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں

نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔ اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہ دے گا۔ جب اس کی اجل آ جائے گی۔ اور اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔

مطلب:- خرچ کرنے میں خود تمہارا بھلا ہے۔ جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ ورنہ موت سر پر آ پہنچے گی۔ تو پچھتاؤ گے کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا۔ اسوقت موت کے قریب بخیل تمنا کرے گا کہ اے پروردگار! چند روز اور میری موت کو ملتوی کر دیتے کہ میں خوب صدقہ خیرات کرکے اور نیک بن کر حاضر ہوتا۔ لیکن وہاں التوا کیسا؟ جس شخص کی جس قدر عمر لکھ دی اور جو میعاد مقرر کر دی ہے۔ اس کے پورا ہو جانے پر ایک لمحہ کی ڈھیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی۔ کیا اس کو یہ بھی خبر ہے۔ کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں۔ تب تم کیسے عمل کروگے۔ وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔

سفر آخرت کی پہلی منزل

كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۙ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۙ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۙ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۙ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۖ (سورہ القیمۃ ۲۶/۲۹ ع ۱۷ - پ ۲۹)

ترجمہ۔ نہیں نہیں جبکہ جان گلے تک پہنچ جائے گی۔ اور لوگ کہیں گے کوئی جھاڑنے والا ہے اور وہ خیال کریگا کہ یہ وقت جدائی کا ہے۔ اور ایک پنڈلی دوسری سے لپٹ جائے گی۔ تیرے رب کی طرف اس دن چلنا ہوگا۔

مطلب۔ آخرت کو ہرگز دور مت سمجھو۔ اس سفر آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے۔ یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہنچو گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ جہاں مریض کی روح سمٹ کر ہنسلی تک پہنچی اور سانس حلق میں رکنے لگی۔ سمجھو کہ سفر آخرت شروع ہو گیا۔

ایسی مایوسی کے وقت طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کچھ نہیں چلتی۔ جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آ جاتے ہیں۔ تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جہاں کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ پھونک کرکے اس کو مرنے سے بچا لے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ "من راق" فرشتوں کا کلام ہے جو ملک الموت کے وقت روح قبض کرنے کو آتے ہیں۔ وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ کون اس مردے کی روح کو لیجائیگا رحمت کے فرشتے یا عذاب کے؟ اس تقدیر پر 'راق' 'رقی' سے مشتق ہوگا۔ جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ "رقیہ" سے نہ ہوگا۔ جو افسوں کے معنی میں ہے

مرنے والا سمجھ چکا کہ تمام عزیز و اقارب اور محبوب و مالوف چیزوں سے اب اس کو جدا ہونا ہے۔ یا روح بدن سے جدا ہونے والی ہے۔ بعض اوقات سکرات موت کی سختی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔ نیز نیچے کے بدن سے روح کا تعلق منقطع ہونے کے بعد پنڈلیوں کا ہلانا۔ اور ایک کو دوسرے سے جدا رکھنا اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔ اس لئے ایک پنڈلی دوسری پر بے اختیار جا گرتی ہے مرنے والے کو اس وقت دو سختیاں پیش آتی ہیں۔ پہلی سختی تو یہی دنیا سے جانا۔ مال و اسباب اہل و عیال۔ جاہ و حشم سب کو چھوڑنا دشمنوں کی خوشی و طعنہ زنی دوستوں کے رنج و غم کا خیال آنا۔ دوسری سختی قبر اور آخرت کے احوال کی ہے۔

ذاکرین کو بشارت

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (سورہ فجر ع ۱۴ پ ۳۰)

ترجمہ۔ ارشاد ہوگا۔ اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔

مطلب:- ان آیات میں ان لوگوں کا انجام بتلاتے ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے چین اور آرام ملتا ہے۔ ان سے محشر میں کہا جائیگا کہ اے نفس آرمیدہ بحق! جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا۔ اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل اور اس کے مخصوص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو۔ اس کی عالیشان جنت میں قیام کر۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو موت کے وقت بھی یہ بشارت سنائی جاتی ہے۔ بلکہ عارفین کا تجربہ بتلاتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ایسے نفوس مطمئنہ اس طرح کی بشارات کا فی الجملہ حظ اٹھاتے ہیں۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (سورہ نحل ۳۲ ع ۱۰ - پ ۱۴)

ترجمہ جنکی جان فرشتے قبض کرتے ہیں۔ ایسے حال میں کہ وہ پاک ہیں۔ فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے۔

مطلب:- ان تمام لوگوں کو جو کفر و شرک سے اور فسوق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسا اچھا بدلہ ملے گا ان کی جانیں موت کے وقت تک کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل سے پاک رہیں۔ اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوش دلی اور انشراح بلکہ اشتیاق کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کی۔ ایک حیثیت سے روحانی طور پر تو انسان مرنے کے بعد ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہاں جسمانی حیثیت سے پوری طرح دخول حشر کے بعد ہوگا۔ ممکن ہے اس بشارت میں دونوں قسم کے دخول کی طرف اشارہ ہو۔ تمہارا عمل جنت میں دخول کا سبب عادی ہے۔ باقی سبب حقیقی رحمت الٰہیہ ہے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

رحیم یار خاں۔ چوہدری امانت علی صاحب بی آئی ڈی اینڈ سنز ریلوے روڈ

راولپنڈی۔ قاری محمد الدین صاحب ناظم مدرسہ تعلیم القرآن مریڑ حسن راولپنڈی

سے حاصل کریں ٭

مولانا عبدالرحمٰن زاہدوی ضلع کیمبلپور

"قرآن میں مکرّر آیات اور اُس کی حکمت"

قرآن ایک معجز کتاب ہے۔ جس کے اعجاز میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ اہلِ عرب جن کو اپنی بلاغت و فصاحت اور زبان دانی پر ناز تھا۔ وہ قرآن کی ایک مختصر آیت کا مقابلہ کرنے سے بھی عاجز رہے۔ حالانکہ قرآن ان کو بار بار چیلنج دیتا رہا۔ قرآن کا وہ حصّہ جو مکہ میں نازل ہوا ہے۔ وہ اپنی معجزانہ حیثیت سے بہت اعلےٰ اور برتر ہے۔ بلاغت اور فصاحت کے اعتبار سے اس میں ایسی خوبیاں ہیں جو سامع کے قلب میں ایسی مرتکز ہوتی ہیں کہ ایک سلیم الطبع انسان تصدیق کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ قرآن کے اس حصّہ میں منجملہ اور خوبیوں کے ایک خوبی تکریر ہے۔ یعنی بعض آیات کو انسانی قلب میں جاگزین کرنے کے لئے بار بار دُہرایا گیا ہے۔ تاکہ قلب انسان میں اچھی طرح راسخ ہو جائیں۔ کیونکہ تکریر اور ایک بات کا بار بار اعادہ درحقیقت نظر و فکر کی شمع روشن کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ راسخ ایمان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

قریش کی مشرکانہ طبیعت اور ان کے انکار رسالت کے پیشِ نظر سورہ رحمٰن، مرسلات، قمر اور سورہ شعراء میں بعض آیات کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ ان تہدیدی کلمات کا اعادہ انکی عبرت اور نصیحت کے لئے ہے۔ تاکہ ان کے سخت دل قرآنی موعظت قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

عربی زبان میں تکریر اور اعادہ بخلاف دوسری زبانوں کے ایک انوکھا اسلوب بلاغت ہے۔ جس کو قرآن نے اپنی معجزانہ بلاغت میں شامل کیا ہے۔

مثال کے طور پر سورہ رحمٰن میں آیت فبای الاء ربکما تکذبٰن۔ ترجمہ اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ کو اکتیس بار ذکر کیا گیا ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس سورت میں اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور اپنے بندوں کو اپنے انعامات یاد دلائے ہیں اور اپنی قدرت اور مخلوق پر اپنے لطف و کرم کی طرف جن و انسان کو توجہ دلائی ہے اور پھر ہر ایک نعمت کے بعد آیت فبای الاء ربکما تکذبٰن۔ ترجمہ اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ دہرائی گئی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص پر آپ ہمیشہ بے شمار احسانات کرتے رہے ہیں۔ مگر وہ کسی احسان کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بلکہ ناشکری کرنے پر تلا ہُوا ہے۔ تو آپ ایسے شخص کو اپنے احسانات یاد دلاتے ہوئے ایسا کہیں کہ "جس وقت تم دربدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے تھے اور سر چھپانے تک کے لئے تمہارے پاس جگہ نہیں تھی۔ میں نے اس وقت تمہارے رہنے کے لئے مکان کا انتظام کیا تھا۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟ سمندر کی موجیں تم کو اپنی لپیٹ میں لے کر غرق کر رہی تھیں۔ میں نے تم کو سمندر کی لہروں سے بچایا تھا۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟

اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے جنّ و انسان پر اپنی نعمتیں شمار کرکے اس آیت کو بار بار ذکر کیا ہے۔ تاکہ انکی ناشکری واضح ہو سکے اور اپنے صحیح خط و خال دیکھ سکیں۔

(ایک شبہ) سورہ رحمٰن میں دنیوی اور اخروی ہر قسم کی نعمتیں ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً آیت مرج البحرین یلتقیٰن بینھما برزخ لا یبغیٰن۔ ترجمہ۔ اسی نے دو دریاؤں کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے ہیں اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے۔

یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان ترجمہ۔ ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے۔

اس قسم کی آیات میں دنیوی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اور آیت متکئین علی فرش بطائنھا من استبرق۔ ترجمہ وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے۔ جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی آیات میں اخروی نعمتوں کا ذکر ہے۔ بہرحال ان نعمتوں کے بعد تو آیت مذکورہ کے اعادہ میں حکمت ہو سکتی ہے۔ مگر آیت کل من علیھا فان۔ ترجمہ "جتنے روئے زمین پر موجود ہیں۔ سب فنا ہو جائیں گے"۔ کے بعد اس آیت کے لانے میں کیا حکمت ہے۔ جبکہ فناء نعمت نہیں ہے۔ بلکہ ہادم اللذات ہے اسی طرح آیت یرسل علیکما شواظ من نار و نحاس فلا تنتصران۔ ترجمہ۔ تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔ پھر تم نہ ہٹا سکوگے۔ ھٰذہٖ جھنم التی یکذب بھا المجرمون۔ ترجمہ۔ "یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے"۔ میں کیا حکمت ہے۔ جبکہ اس قسم کی آیات میں عذاب و عقاب اور جہنم کا ذکر ہے جو کسی طرح بھی نعمتوں کے شمار میں نہیں ہیں۔

جواب۔ آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک بشر خواہ ظالم ہو یا مظلوم، حاکم ہو یا محکوم چھوٹا ہو یا بڑا سب کو اس فنا کی وادی سے گذر کر دارالبقاء میں قدم رکھنا ہے اور پھر دارالبقاء میں ہر نیکوکار اور بدکار کو اپنے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اس دارالجزاء میں مظلوم اپنا حق ظالم سے لے گا اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا ملے گی۔

گویا یہ فنا ایک ایسے عدل و انصاف کی طرف مقتضی ہے جو مظلوم اور غریب کے لئے باعثِ تسلّی اور ظالم کے لئے تازیانہ عبرت ہے اور یہ ایک عظیم نعمت ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض قل للہ۔ کتب علی نفسہ الرحمۃ لیجمعنکم الی یوم القیامۃ لا ریب فیہ۔ ترجمہ آپ کہئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین

میں موجود ہے۔ یہ کس کی ملک ہے آپ کہہ دیجئے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔ اللہ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے۔ تم کو اللہ تعالےٰ قیامت کے روز جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اپنی رحمت لازم کر رکھی ہے۔ اور اس رحمت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کو حساب و کتاب کے لئے قیامت کے میدان میں جمع کرے گا۔ تاکہ ظلم کی سزا اور صبر کی جزا مل سکے۔

رہی وہ آیات جن میں جہنم کا ذکر ہے ... جن و انسان کو ڈرانے کے لئے مختلف عذابوں کا ذکر ہے تو اس میں بھی ایک انعام پوشیدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ باعث الم اور موجب نقصان امور سے زیادہ بچنے کی کوشش کرتا ہے بنسبت باعث انعام امور پر عمل کرنے کے گویا جہنم کا ذکر کرنا اور جن و انسان کو گونا گون عذابوں سے ڈرانا درحقیقت ان کو معاصی سے ہٹا کر طاعات پر برانگیختہ کرنا ہے اور یہ ایک بہترین اور عظیم اخروی نعمت ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے دنیوی اور اخروی انعامات کے بعد اس آیت کو دہرایا ہے۔ تو ایسے امور کے بعد جو ہم کو معصیت سے بچا کر طاعت اور فرمانبرداری کی راہ پر لگا دیں اس آیت کا ذکر کرنا سراسر حکیمانہ امر ہے

بہر حال قرآن کریم کی مکرر آیات میں عجیب و غریب حکمتیں ہیں جو اپنے اندر بلاغت و فصاحت کے عجیب پہلو لئے ہوئے ہے۔

اس طرح پر سورہ مرسلات میں آیت ویلٌ یومئذ للمکذبین۔ ترجمہ۔ ہلاکت اس دن جھٹلانے والوں کیلئے کو دس مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سورت میں مختلف قصوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ہر ایک قصہ کے بعد اس آیت کو دہرایا ہے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ جو اس قصہ کا انکار کرے اس کے لئے ہلاکت ہے۔

دراصل سامع اور مخاطب کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور اس کو صحیح راہ پر لانے کے لئے قرآن میں بعض آیات کو دہرایا گیا ہے اور یہ صرف قرآن ہی کی ایک معجزانہ خصوصیت ہے کہ سامع اس میں ہر بار لذت محسوس کرتا ہے۔

بقیہ ہارون رشید اور اُس کا بیٹا صفحہ ۱۹ سے آگے

وظائف پورے کرکے لیٹا ہی تھا۔ کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا۔ ابو عامرؒ تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی) میں نے اس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا۔ کہنے لگا کہ میں ایسے مولا کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اُس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سُنیں نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ (یہ ایک مشہور حدیث پاک کا مضمون۔ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں نہ کان نے سُنیں۔ نہ کبھی کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودرضؓ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلو رات کو خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لئے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ نہ کان نے سُنا۔ نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے اور یہ مضمون قرآن شریف میں بھی ہے۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین (سورہ سجدہ ع ۲) کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے (درّ منثور) اس کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے۔ جیسا میں نکل آیا۔ اس کے لئے بھی یہی اعزاز و اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقہ سے بھی پہنچا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی۔ قرآن پاک بھی پڑھا تھا۔ اور علوم بھی پڑھے تھے۔ جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میری دنیا سے اُس نے کوئی راحت نہ اُٹھائی۔ چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دیدے اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا۔ مگر یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روض)

جس باپ کی دنیا داری سے یہ صاحبزادہ رنجیدہ ہو کر گیا ہے۔ یعنی ہارون رشید بہت نیک دل بادشاہوں میں ان کا شمار ہے۔ دولت اور ثروت کے ساتھ لغزشیں تو ہو ہی جاتی ہیں لیکن اُن کے دینی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔ بادشاہت کے زمانہ میں سَو رکعت نفل روزانہ پڑھنے کا معمول مرتے وقت تک رہا۔ اور اپنے ذاتی مال سے ایک ہزار درم روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے۔ ایک سال حج کیا کرتے اور ایک سال جہاد میں شرکت کرتے۔ جس سال خود حج کو جاتے اپنے ساتھ سو علماء کو مع ان کے بیٹوں کے حج کو لے کر جاتے۔ اور جس سال خود حج نہ کرتے تین سو آدمیوں کو انکے پورے خرچ اور سامان لباس وغیرہ کے ساتھ حج کو بھیجا کرتے۔ جن کو خرچ بھی بہت وسعت سے دیا جاتا اور لباس بھی عمدہ دیا جاتا۔ ویسے بھی عطایا کی بہت کثرت ان کے ہاں تھی۔ سوال کرنیوالوں کے لئے بھی اور بغیر سوال کے ابتداءً بھی علماء کا ان کی مجلس میں بہت اعزاز تھا۔ اور ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو معاویہ جزیرہ مشہور محدث نابینا نے ایک مرتبہ انکے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد خود ہارون رشید نے انکے ہاتھ دھلائے اور یہ کہا کہ علم کے اعزاز میں مَیں نے دھلائے ہیں نصیحت کی باتوں پر بہت روتے تھے (تاریخ بغداد للخطیب)

کمال الدین بی اے لاہور کارپوریشن

بچوں کا صفحہ

ہارون الرشید اور اس کا بیٹا

گزشتہ سے پیوستہ، نمبر ۲

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جواب ہے۔ انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہیں چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا۔) لڑکے نے کہا کہ کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو جائیگا آدمی کے ساتھ صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا۔ اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا۔ اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آ جائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا اور قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسی طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے دسویں جتھے میں خود امیرالمومنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا کہ اے امیرالمؤمنین آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و رشتہ داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے۔ میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے۔ جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا اُن کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو۔ جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے سامنے پہنچا دینا جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا۔ اس شخص کو بلا کر لاؤ۔ اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کریگا دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ امیرالمؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔ اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اکتفا کرنا یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب جا کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں۔ کہنے لگا وہ کیا کام کرتا تھا۔ میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے۔ میں نے کہا کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضورؐ سے قرابت تھی۔ (کہ یہ حضرات حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد ہیں) میں نے کہا۔ امیرالمومنین پہلے اللہ جل شانہٗ سے معذرت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں۔ مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں۔ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو غسل دیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ کہنے لگے۔ اپنا ہاتھ لاؤ۔ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ لیا اور چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے۔ اور میری آنکھیں اُس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دُور ہے۔ لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔ بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا۔ (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔

اس کے بعد ہارون رشید نے ابو عامر اُس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر ساتھ تھے۔ اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا۔ موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے انس اور دل کی چین تھا۔ لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔ تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے۔ جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پئے گا۔ بلکہ دُنیا کا ہر آدمی اس کو پئے گا۔ چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا۔ بس سب تعریفیں اُسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہیں۔ جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔ ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو جب میں اپنے

باقی بر صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

مجلس علمی سرحد پشاور

مجلس کا نام علمی سرحد پشاور ہوگا ——— **مجلس** کا کام عربی۔ اردو پشتو۔ انگریزی میں علمی۔ تاریخی۔ مذہبی اور تبلیغی تالیفات کا شائع کرنا۔
مجلس علمی صرف علمی ادارہ ہوگا ——— **مجلس علمی** کی انتظامیہ کمیٹی سات افراد پر مشتمل ہوگی۔ تالیفات۔ انتخاب مضامین۔ انتخاب علوم مالیات مجلس انتظامیہ کے فرائض میں ہونگے۔
مجلس کا ایک صدر اور ایک ناظم اور ایک امین مالیات ہوگا۔ جو ان سات افراد میں سے منتخب ہونگے۔
مجلس کا ایک ماہانہ علمی رسالہ بھی شائع ہوا کرے گا۔
مجلس کی ہر ایک کتاب قیمتاً دی جائے گی۔
مجلس علمی مجاز ہوگی کہ وہ خاص صورتوں میں اپنی شائع شدہ کتاب بلاقیمت تقسیم کرے۔

حصہ دوم **مجلس علمی** کا ایک دائرہ معاونین ہوگا۔
ہر مسلمان حلقہ معاونین میں شامل ہوسکتا ہے۔
جو قابل مصنف اپنی تالیف یا تصنیف مجلس کو اشاعت کیلئے عنایت کرے وہ ادارہ معاونین کا رکن ہوگا۔
جو کوئی دو صد روپے سالانہ ادا کرے اس کو سال کی جملہ مطبوعات مفت دی جائینگی۔
جو کوئی ایک سو روپے سالانہ ادا کرے اسکو سال کی نصف قیمت پر مطبوعات مفت دیجائینگی
جو کوئی پچاس روپے سالانہ ادا کرے اس کو سال کی چوتھائی قیمت پر مطبوعات مفت دیجائینگی

حصہ سوم جو مسودہ شائع کیا جا رہا ہو وہ مجلس منتظمہ کے سامنے پیش کیا جائیگا
مجلس منتظمہ اس کو برائے ملاحظہ ایک کمیٹی کے سپرد کرے گی۔

مالیات

مجلس علمی کے ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل ہونگے
عطیات۔ معاونین کی امداد۔ تصنیفات کی آمدنی مجلس علمی کا سرمایہ ہوگا۔
آئین میں ترمیم و تنسیخ کی مجلس منتظمہ مجاز ہوگی۔
مجلس کی آمد و خرچ کا میزانیہ ہر سال کیلئے آغاز سال میں مجلس منتظمہ منظور کریگی۔

ارکان مجلس علمی سرحد پشاور

صدر:۔ مولینا سید گل بادشاہ صاحب فاضل دیوبند سوار یاں طورو ضلع مردان
ناظم:۔ صاحبزادہ عبدالباری فاضل دیوبند۔ عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور
۳۔ ناظم مالیات مفتی سرحد مولینا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی پشاور شہر خطیب جامع قاسم علی خاں۔
۴۔ مولینا عزیز الرحمن صاحب ڈکی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور
۵۔ مولینا پیر مبارک شاہ صاحب مردان۔
۶۔ مولینا میاں مسرت شاہ صاحب کاکاخیل حکمت آباد تحصیل چارسدہ ضلع پشاور
۷۔ احمد یار خاں صاحب وکیل سپریم کورٹ۔ صدر روڈ۔ پشاور چھاؤنی۔

دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی اہم خدمات انجام دے رہا ہے

ناظم دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی (تحصیل چارسدہ ضلع پشاور)

مولینا قاضی فضل دیان نے دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی کے نئے دور پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ دارالعلوم عمرزئی عرصہ چار سال سے قرآن و حدیث و دیگر علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کی خدمت نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہا ہے۔ امسال دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی میں جدید انتظامات کئے گئے ہیں اور جدید تقاضوں کے مطابق جماعت بندی اور نصاب میں ضروری ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ درس نظامی (عربی) میں پانچ مدرس و درجہ دارالاطفال میں ایک مدرس تعلیمی خدمات انجام دینے پر مقرر ہیں۔ امسال خصوصیت کی بات یہ ہے کہ مدرسین کو پڑھانے کے لئے وہ کتابیں دی گئی ہیں جو فن کے لحاظ سے خصوصی ہیں شائقین علوم قرآنیہ سے التماس ہے کہ جوق در جوق ادارہ تعلیم القرآن عمرزئی میں داخل ہوں۔ انشاءاللہ ادارہ اُن کی علمی پیاس بجھانے والی امنگیں پوری کرنے میں مدد کرے گا اور حتی المقدور طلباء کے طعام و قیام میں امداد کی جائے گی۔ واضح رہے کہ امسال دارالعلوم میں جو مستند علمائے کرام تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ (۱) مولانا روح الامین (۲) مولانا قاضی فضل منان (۳) مولانا قاضی مرزا علی خاں (۴) مولانا راحت اللہ (۵) مولانا عبدالرحیم (۶) مولانا قاضی فضل دیان صاحبان

ناظم دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی
تحصیل چارسدہ
ضلع پشاور

اعلان داخلہ مدرسہ عربیہ قادریہ بغداد شریف

مورخہ ۱۵ شوال تا یکم محرم الحرام داخلہ ہوگا۔ قرآن مجید حفظ و ناظرہ۔ با تجوید و ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ طلباء کتب عربی و فارسی و ادب کے لئے نہایت اچھا موقعہ ہے۔ طلباء کے قیام و طعام وغیرہ کے جملہ مصارف کا بہترین انتظام مدرسہ کی طرف سے کیا جاتا ہے گزشتہ سال سے حضرت مولانا حافظ حق نواز صاحب سبھیانوی ڈاکخانہ کوٹ ملدیو ضلع جھنگ صدر مدرس ہیں جو بہت فاضل عالم باعمل ہیں انکی حسن کارکردگی سے مدرسہ خصوصی شان پیدا کر چکا ہے سید مبارک شاہ صاحب مدظلہ بغدادی مدرسہ کے سرپرست ہیں اور طلباء سادات عظام کو خصوصی مراعات دیئے جائینگے کیونکہ حضرت بغدادی صاحب مدظلہ نے یہ مدرسہ صرف سادات کی بہتری کیلئے قائم کیا ہے طلباء حضرات عموماً اور سادات عظام خصوصاً تشریف لا کر استفادہ حاصل کریں

سید ولایت حسین شاہ ناظم مدرسہ بغداد شریف ضلع ملتان

خالص سونے کے
زیورات
خریدنے کے لئے

زرگاپش جیولرز

چوک سرجن سنگھ لاہور
تشریف لائیں
آرڈر دینے پر حسب منشاء زیورات
تیار کرادیئے جاتے ہیں۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا